سود!

ڈاکٹر مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی
فاضل دار العلوم دیوبند، انڈیا

انسانوں کو ہلاک کرنے والا گناہ

مال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، جس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن شریعتِ اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلف بنایا ہے کہ وہ صرف جائز وحلال طریقہ سے ہی مال کمائے، کیونکہ قیامت کے دن ہر شخص کو مال کے متعلق اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہوگا کہ کہاں سے کمایا یعنی وسائل کیا تھے؟ اور کہاں خرچ کیا؟ یعنی مال سے متعلق حقوق العباد یا حقوق اللہ میں کوئی کوتاہی تو نہیں کی؟ مال کے نعمت اور ضرورت ہونے کے باوجود خالقِ کائنات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو متعدد مرتبہ فتنہ، دھوکے کا سامان اور محض دنیاوی زینت کی چیز قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم مال ودولت کے حصول کے لیے کوئی کوشش ہی نہ کریں، کیونکہ طلبِ حلال رزق اور بچوں کی حلال رزق سے تربیت کرنا خود دین ہے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ کے خوف کے ساتھ دنیاوی فانی زندگی گزاریں اور اُخروی زندگی کی کامیابی کو ہر حال میں ترجیح دیں۔ کہیں کوئی معاملہ درپیش ہو تو اُخروی زندگی کو داؤ پر لگانے کے بجائے فانی دنیاوی زندگی کے عارضی مقاصد کو نظر انداز کردیں، نیز شک وشبہ والے اُمور سے بچیں۔

اِن دنوں حصولِ مال کے لیے ایسی دوڑ شروع ہوگئی ہے کہ اکثر لوگ اس کا بھی اہتمام نہیں کرتے کہ مال حلال وسائل سے آرہا ہے یا حرام وسائل سے، بلکہ کچھ لوگوں نے تو اَب حرام وسائل کو مختلف نام دے کر اپنے لیے جائز سمجھنا شروع کردیا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مشتبہ چیزوں سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ صرف حلال وسائل پر ہی اکتفاء کرے، جیسا کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرام مال سے جسم کی بڑھوتری نہ کرو، کیونکہ اس سے بہتر آگ ہے۔ (ترمذی) نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حرام کھانے، پینے اور حرام پہننے والوں کی دعائیں کہاں سے قبول ہوں؟۔(مسلم) ہمارے معاشرہ میں جو بڑے بڑے گناہ عام ہوتے جارہے ہیں، ان میں سے ایک بڑا خطرناک اور انسان کو ہلاک کرنے والا گناہ سود ہے۔

سود کیا ہے؟

وزن کی جانے والی یا کسی پیمانے سے ناپے جانے والی ایک جنس کی چیزیں اور روپے وغیرہ میں دو آدمیوں کا اس طرح معاملہ کرنا کہ ایک کو عوض کچھ زائد دینا پڑتا ہو' ربا اور سود کہلاتا ہے، جس کو انگریزی میں Interest یا Usury کہتے ہیں۔ جس وقت قرآن کریم نے سود کو حرام قرار دیا، اس وقت عربوں میں سود کا لین دین متعارف تھا، اور اُس وقت سود اُسے کہا جاتا تھا کہ کسی شخص کو زیادہ رقم کے مطالبہ کے ساتھ قرض دیا جائے، خواہ لینے والا اپنے ذاتی اخراجات کے لیے قرض لے رہا ہو یا پھر تجارت کی غرض سے، نیز وہ Simple Interest ہو یا Compound Interest، یعنی صرف ایک مرتبہ کا سود ہو یا سود پر سود، مثلاً زید نے بکر کو ایک ماہ کے لیے ۱۰۰ روپے بطور قرض اس شرط پر دیئے کہ وہ ۱۱۰ روپے واپس کرے تو یہ سود ہے۔ البتہ قرض لینے والا اپنی خوشی سے قرض کی واپسی کے وقت اصل رقم سے کچھ زائد رقم دینا چاہے تو یہ صرف جائز ہی نہیں، بلکہ ایسا کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے، لیکن پہلے سے زائد رقم کی واپسی کا کوئی معاملہ طے نہ ہوا ہو۔ بینک میں جمع شدہ رقم پر پہلے سے متعین شرح پر بینک جو اضافی رقم دیتا ہے' وہ بھی سود ہے۔

سود کی حرمت

سود کی حرمت قرآن وحدیث سے واضح طور پر ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔'' (البقرۃ:۲۷۵)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔'' (البقرۃ:۲۷۶)

جب سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کا دوسروں پر جو کچھ بھی سود کا بقایا تھا، اس کو بھی لینے سے منع فرمادیا گیا:

''سود کا بقایا بھی چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو۔'' (سورۃ البقرۃ:۲۷۸)

سود لینے اور دینے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اعلانِ جنگ

سود کو قرآن کریم میں اتنا بڑا گناہ قرار دیا ہے کہ شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زنا کاری کے لیے قرآن کریم میں وہ لفظ استعمال نہیں کیے گئے جو سود کے لیے اللہ تعالیٰ نے استعمال کیے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے' وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔'' (البقرۃ:۲۷۸-۲۷۹)

سود کھانے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور یہ ایسی سخت وعید ہے جو کسی اور بڑے گناہ، مثلاً زنا کرنے، شراب پینے کے ارتکاب پر نہیں دی گئی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

''جو شخص سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اُڑا دے۔'' (تفسیر ابن کثیر)

سود کھانے والوں کے لیے قیامت کے دن کی رسوائی وذلّت

اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والوں کے لیے کل قیامت کے دن جو رسوائی وذلت رکھی ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں کچھ اس طرح فرمایا:

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اُٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اُٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔'' (البقرۃ:۲۷۵)

سود کی بعض شکلوں کو جائز قرار دینے والوں کے لیے فرمانِ الٰہی ہے:

''یہ ذلت آمیز عذاب اس لیے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہوتی ہے، حالانکہ اللہ نے بیع یعنی خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔'' (البقرۃ:۲۷۵)

سود کھانے سے توبہ نہ کرنے والے لوگ جہنم میں جائیں گے:

''لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آگیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا، وہ اسی کا ہے اور اس کی (باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں،

وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ۔‘‘ (البقرۃ:۲۷۵)

غرض یہ کہ سورۃ البقرۃ کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہلاک کرنے والے گناہ سے سخت الفاظ کے ساتھ بچنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ سود لینے اور دینے والے اگر توبہ نہیں کرتے ہیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑنے کے لیے تیار ہوجائیں، نیز فرمایا کہ سود لینے اور دینے والوں کو کل قیامت کے دن ذلیل ورسوا کیا جائے گا اور وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

سود کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کی حرمت کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’(آج کے دن) جاہلیت کا سود چھوڑ دیا گیا، اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں، وہ ہمارے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سود ہے، وہ سب کا سب ختم کردیا گیا ہے، (چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سود کی حرمت سے قبل لوگوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے) اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن میں اُن کا سود جو دوسرے لوگوں کے ذمہ ہے، وہ ختم کرتا ہوں۔‘‘ (صحیح مسلم، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ سات بڑے گناہ کونسے ہیں؟ (جو انسانوں کو ہلاک کرنے والے ہیں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شرک کرنا، جادو کرنا، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کے مال کو ہڑپنا، (کفار کے ساتھ جنگ کی صورت میں) میدان سے بھاگنا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔‘‘ (بخاری ومسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے، سودی حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ سود لینے اور دینے والے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کے الفاظ حدیث کی ہر مشہور ومعروف کتاب میں موجود ہیں۔ (مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی)

بینک سے قرض (Loan) بھی عین سود ہے: تمام مکاتبِ فکر کے 99.99% علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عصرِ حاضر میں بینک سے قرض لینے کا رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم حاصل کرنا یہ سب وہی سود ہے، جس کو قرآن کریم میں سورۃ البقرۃ کی آیات میں منع کیا گیا ہے، جس کے ترک

نہ کرنے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اعلانِ جنگ ہے اور توبہ نہ کرنے والوں کے لیے قیامت کے دن رسوائی وذلت ہے اور جہنم اُن کا ٹھکانا ہے۔

عصرِ حاضر کی پوری دنیا کے علماء پر مشتمل اہم تنظیم ''مجمع الفقه الإسلامي'' کی اس موضوع پر متعدد میٹنگیں ہوچکی ہیں، مگر ہر میٹنگ میں اس کے حرام ہونے کا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ برِصغیر کے جمہور علماء بھی اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔ فقہ اکیڈمی، نیو دہلی کی متعدد کانفرنسوں میں اس کے حرام ہونے کا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ مصری علماء جو عموماً آزاد خیال سمجھے جاتے ہیں، وہ بھی بینک سے موجودہ رائج نظام کے تحت قرض لینے اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کے عدمِ جواز پر متفق ہیں۔ پوری دنیا میں کسی بھی مکتبِ فکر کے دار الافتاء نے بینک سے قرض لینے کے رائج طریقہ اور جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کو ذاتی استعمال میں لینے کے جواز کا فیصلہ نہیں کیا ہے۔

عصرِ حاضر میں ہم کیا کریں؟

۱:۔ اگر کوئی شخص بینک سے قرض لینے یا جمع شدہ رقم پر سود کے جائز ہونے کو کہے تو پوری دنیا کے 99.99% علماء کے موقف کو سامنے رکھ کر اس سے بچیں۔

۲:۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھیں کہ علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بینک سے قرض لینے اور بینک میں جمع شدہ رقم پر Interest کی رقم کے حرام ہونے کا فیصلہ آپ سے دشمنی نکالنے کے لیے نہیں، بلکہ آپ کے حق میں کیا ہے، کیونکہ قرآن وحدیث میں سود کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زناکاری کے لیے قرآن کریم میں وہ لفظ استعمال نہیں کیے گئے جو سود کے لیے اللہ تعالیٰ نے استعمال کیے ہیں۔

۳:۔ جس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اُمتی ہونے پر ہم فخر کرتے ہیں، اس نے سود لینے اور دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، نیز شک وشبہ والی چیزوں سے بھی بچنے کی تعلیم دی ہے۔

۴:۔ بینک سے قرضہ لینے سے بالکل بچیں، دنیاوی ضرورتوں کو بینک سے قرضہ لیے بغیر پورا کریں، کچھ دشواریاں، پریشانیاں آئیں تو اس پر صبر کریں۔

۵:۔ اگر کوئی شخص ایسے ملک میں ہے جہاں واقعی سود سے بچنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اپنی وسعت کے مطابق سودی نظام سے بچے، ہمیشہ اس سے چھٹکارہ کی فکر رکھے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے۔

۶:۔ جو حضرات سود کی رقم استعمال کرچکے ہیں، وہ پہلی فرصت میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور

آئندہ سود کی رقم کا ایک پیسہ بھی نہ کھانے کا عزمِ مصمم کریں اور سود کی ما بقیہ رقم کو کسی مستحقِ زکوٰۃ کو بلا نیتِ ثواب دے دیں۔

۷:۔ اگر کوئی شخص سونے کے پرانے زیورات بیچ کر سونے کے نئے زیورات خریدنا چاہتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ دونوں کی الگ الگ قیمت لگوا کر اس پر قبضہ کرے اور قبضہ کرائے، نئے سونے کے بدلے پرانے سونے اور فرق کو دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

ایک اہم نکتہ

دنیا کی بڑی بڑی اقتصادی شخصیات کے مطابق موجودہ سودی اور بینکنگ کے نظام سے صرف اور صرف سرمایہ کاروں کو ہی فائدہ پہنچتا ہے، نیز اس میں بے شمار خرابیاں ہیں۔

فائدہ

بعض مادہ پرست لوگ سود کے جواز کے لیے دلیل دیتے ہیں کہ قرآن کریم میں وارد سود کی حرمت کا تعلق ذاتی ضرورت کے لیے قرض لینے سے ہے، لیکن تجارت کی غرض سے سود پر قرض لیا جاسکتا ہے، اسی طرح بعض مادہ پرست لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں جو سود کی حرمت ہے، اس سے مراد سود پر سود ہے، لیکن Single سود قرآن کے اس حکم میں داخل نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن میں کسی شرط کو ذکر کیے بغیر سود کی حرمت کا اعلان کیا گیا ہے تو قرآن کے اس عموم کو مختص کرنے کے لیے قرآن وحدیث کی واضح دلیل درکار ہے جو قیامت تک پیش نہیں کی جاسکتی، اسی لیے خیر القرون سے آج تک کسی بھی مشہور مفسر نے سود کی حرمت والی آیت کی تفسیر اس طرح نہیں کی، نیز قرآن میں سود کی حرمت کے اعلان کے وقت ذاتی اور تجارتی دونوں غرض سے سود لیا جاتا تھا، اسی طرح ایک مرتبہ کا سود یا سود پر سود دونوں رائج تھے، ۱۴۰۰ سال سے مفسرین ومحدثین وعلماء کرام نے دلائل کے ساتھ اسی بات کو تحریر فرمایا ہے۔ یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ قرآن کریم میں شراب پینے کی حرمت اس لیے ہے کہ اُس زمانہ میں شراب گندی جگہوں میں بنائی جاتی تھی، آج صفائی ستھرائی کے ساتھ شراب بنائی جاتی ہے، حسین بوتلوں میں اور خوبصورت ہوٹلوں میں ملتی ہے، لہٰذا یہ حرام نہیں ہے۔ ایسے دنیا پرست لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

.....❁.....❁.....❁.....